قسط:اوّل

خاندانِ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بنو ہاشم سے رشتہ داریاں

مولانا حکیم محمود احمد ظفر

رشتۂ اوّل:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نوجوانوں میں سب سے پہلے اسلام کو قبول کرنے والے ہیں۔

(تفسیر مجمع البیان طبرسی، جلد:۳، جزو:۵، ص:۶۵، تہران)

اعلانِ نبوّت کے روز ہی سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں سے تھے اور یارِ غار تھے۔ ہر مشکل وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔ چنانچہ جب سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو اُن کے انتقال کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت صدمہ اورغم تھا۔ اس صدمہ کو کم کرنے کے لیے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں دیا۔ چنانچہ لکھا ہے:

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ ۱۰ھ بعثت میں جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا انتقال کر چکیں تو اُن کی جدائی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا صدمہ ہوا۔ یہ دیکھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جناب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے، اور کہا یا رسول اللہ! یہ بچی آپ کے صدمہ کو کچھ کم کرے گی۔ غرض حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا۔ مگر زفاف کی نوبت نہیں آئی۔ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ آئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی وہاں پہنچ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، اے رسولِ خدا! اپنی بیوی کو اپنے گھر کیوں نہیں لے جاتے؟ فرمایا ابھی مہر کا روپیہ نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابّا جان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بارہ اوقیہ (مہر ادا کرنے کو) دیا۔ تب حضرت نے اُسے ہمارے پاس بھیجا۔''

(تاریخ ائمہ، کتب خانہ نجف اشرف، لاہور، ص:۱۴۷)

اندازہ فرمایے کہ مزاج شناس رسول صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کس قدر خیال تھا کہ جب بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو غم زدہ دیکھا، فوری طور پر اس کا مداوا کرنے کی کوشش کی۔ یہاں تک کہ سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات کو اپنی بیٹی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا دے کر اپنا داماد بنانے کا شرف حاصل کر لیا۔

رشتۂ دوم:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک رشتہ تو سُسر ہونے کا تھا، اور دوسرا رشتہ یہ تھا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایک بیوی تھی سیّدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا۔ یہ ۹ ماں جائی بہنیں تھیں اور ان کا تعلق بنی خثعم سے تھا۔ ان کی ماں کا نام ہند بنت عوف تھا۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی ایک بہن اُمّ المؤمنین میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ محترمہ تھیں۔ ایک بہن اُم الفضل لُبابہ بنت الحارث سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی۔ اور ایک تیسری بہن سلمٰی رضی اللہ عنہا بنت عمیس رضی اللہ عنہا سیدنا وسید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ تھیں۔ جن سے ایک لڑکی اُمامہ پیدا ہوئیں۔ خود سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں۔ سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے جب حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی تو سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بھی اس وقت ان کے ساتھ تھیں، گویا دونوں میاں بیوی کو ہجرتِ حبشہ کی سعادت نصیب ہوئی جو کہ اسلام میں ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔ ہجرتِ حبشہ کے بعد دونوں میاں بیوی نے مدینہ طیّبہ کی طرف بھی ہجرت فرمائی اور یہ دوسرا بڑا اعزاز بھی حاصل کیا۔ سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے ان کے دو صاحبزادے پیدا ہوئے۔ ایک کا نام عبداللہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے کا نام محمد رضی اللہ عنہ تھا۔ ایک اور لڑکا عون بھی پیدا ہوا۔ (طبقات ابن سعد، جلد: ۸، ص: ۲۸۱۔ کتاب المحبّر، ص: ۱۰۷)

۸ھ میں سیدنا جعفر طیّار رضی اللہ عنہ غزوۂ موتہ میں شہید ہو گئے۔ چند دنوں بعد سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہو گیا۔ یہ رشتہ آلِ ابی طالب اور آلِ ابی قحافہ کے مابین محبت و دوستی کی علامت ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے اولاد بھی پیدا ہوئی۔ جو لڑکا پیدا ہوا اس کا نام محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ تھا۔ اس رشتہ کی وجہ سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ، سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زُلف ٹھہرے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: اُسد الغابہ، جلد: ۵، ص: ۳۹۵، تذکرہ اسماء بنت عمیس، الاستیعاب، جلد: ۴، ص: ۲۳۱، کتاب المحبّر، ص: ۴۴۲، طبقات ابن سعد، جلد: ۸، ص: ۲۸۳)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد سیدہ اسما بنت عمیس رضی اللہ عنہا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حبالۂ عقد میں آئیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سیدہ اسماء سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک کا نام عون بن علی تھا اور دوسرے کا نام یحیٰی بن علی تھا۔ اس لحاظ سے سیدنا جعفر طیار، سیدنا ابوبکر اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم کی سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے جو اولادیں ہوئیں، وہ آپس میں مادرزاد بھائی تھے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ ابھی چھوٹے ہی تھے کہ اُن کی والدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کرلیا اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی پرورش اور تربیت سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی نے کی، گویا محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ربیب تھے۔

چنانچہ علمائے شیعہ نے خود تسلیم کیا ہے کہ:

و کان محمد ربیبه......و کان علی علیه السلام یقول محمد ابنی من ظهر ابی بکر.

(درّہ نجفیہ، ص:۱۱۳)

اور محمد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ربیب تھے......اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ محمد ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پشت سے میرا بیٹا ہے۔

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی خدمات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد جب سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حبالۂ عقد میں تھیں تو انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مرض الموت میں اُن کی تیمارداری بھی کی اور اُن کی بیماری میں اُن کی شریکِ خدمت رہیں۔ یہ سب کچھ انہوں نے اپنے خاوند سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اجازت سے کیا تھا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے وقت انہوں نے ایک باپردہ چارپائی تیار کی۔ جو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بہت پسند آئی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد اسی باپردہ چارپائی پر سیدہ کو رات کے وقت دفن کیا گیا۔

(طبقات ابن سعد، جلد:۸، ص:۱۸)

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کا انتقال کے وقت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ کی خدمت کرنا دونوں خاندانوں کے رشتہ محبت کی ایک واضح دلیل ہے اور یہ کہنا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان سے ناراض تھیں، بالکل غلط اور دور از حقیقت بات ہے۔

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اُن کے مرض الموت میں اُن کی خدمت کرنا، پھر اُن کے انتقال کے بعد اُن کو غسل دینا نہ صرف سُنّی علما نے اس واقعہ کو اپنی کتابوں میں لکھا ہے بلکہ شیعہ علما نے بھی اس کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔

(ملاحظہ ہو: جلاء العیون، ملّا باقر مجلسی، ص:۲۰۷، ۱۷۵۔ امالی شیخ ابی جعفر محمد بن حسن الطّوسی، جلد:۱، ص:۱۰۷۔ کشف الغمّہ، جلد:۲، ص:۱۲۹)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی:

بعض کہنے والے کہتے ہیں کہ باغِ فدک کے مسئلہ میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے

ناراض ہوگئیں تھیں۔ لہٰذا جب سیدہ کا انتقال ہوا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حضرات ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو اطلاع دیے بغیر سیدہ رضی اللہ عنہا کو رات کی تاریکی میں دفن کر دیا۔ یہ بات عقلاً اور نقلاً دونوں لحاظ سے غلط ہے۔ عقلی طور پر تو اس لیے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اجازت اور ان کے کہنے پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت اور تیمارداری کرتی رہیں۔ پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے غسل کی بھی انہیں کو وصیت کی۔ اگر وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوتیں تو اُن کی بیوی سے اپنی خدمت کیوں کرواتیں؟ اور غسل کی کیوں کر وصیت کرتیں؟

اور نقلی طور اس لیے غلط ہے کہ کتابوں میں واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ ہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے کہنے پر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پڑھایا تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:

''عن جعفر بن محمد عن ابيه قال ماتت فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاء ابوبكر و عمر ليصلوا فقال ابوبكر لعلى بن ابى طالب تقدّم، فقال ما كنت لا تقدم و انت خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم فتقدم ابوبكر و صلّى عليها. (کنز العمال، روایت: ۵۲۹۹)

سیدنا جعفر صادق اپنے باپ سیدنا محمد باقر سے روایت کرتے ہیں کہ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما دونوں نماز جنازہ پڑھنے کے لیے تشریف لائے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آگے بڑھ کر نماز جنازہ پڑھائیے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں۔ میں آپ کی موجودگی میں آگے نہیں ہوسکتا۔ پس سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔''

اسی کتاب میں بابِ فضائل فاطمہ رضی اللہ عنہا میں اسی مضمون کی ایک اور روایت ان الفاظ سے آئی ہے:

ان فاطمة رضى الله عنا لمّا ماتت دفنها على ليلاً و اخذ بِضيعَى ابى بكر الصديق رضى الله عنه فقدمه يعنى فى الصّلٰوة عليها.

(کنز العمال، جلد: ۷، ص: ۱۱۴)

یعنی جب فاطمہ رضی اللہ عنہا انتقال فرما گئیں تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اُن کو رات

کے اندھیرے میں دفن کیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دونوں بازؤں سے پکڑ کر نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے آگے کیا۔

اسی طرح ایک روایت ابن سعد نے طبقات میں بیان فرمائی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

صلّی ابوبکر الصدیق علیٰ فاطمة بنت رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ فکبّر رابعاً. (طبقات ابن سعد، جلد: ۸، ص: ۲۹)

سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے فاطمہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس پر چار تکبیریں پڑھیں۔

اس بارہ میں کئی اور روایات بھی کتابوں میں درج ہیں، ملاحظہ ہوں: السنن الکبریٰ، کتاب الجنائز، حلیۃ الاولیاء، جلد: ۴، ص: ۹۶، تذکرہ میمون بن مہران، ریاض النضر ۃ فی مناقب العشر ہ المبشر ہ، جلد: ۱، ص: ۱۵۶ وغیرہم۔

نمازِ جنازہ کے بارہ میں اسلامی اصول یہ ہے کہ خلیفۂ وقت جنازہ پڑھانے کا سب سے زیادہ حق دار ہے۔ اور یہ اسلامی اصول مسلمانوں کے سب فرقوں میں مسلّمہ ہے۔ چنانچہ شیعہ کی مشہور اور سب سے معتبر کتاب فروع کافی میں ہے کہ:

عن ابی عبداللّٰہ علیہ السّلام قال اذا حضر الامام والجنازة فھو احقّ الناس بالصلٰوة علیھا. (فروع کافی، جلد: ۱، ص: ۹۳، نولکشور)

سیدنا جعفر صادقؒ (فقہ جعفریہ کے بانی) فرماتے ہیں کہ جب کسی جنازہ پر خلیفۂ وقت موجود ہو تو وہ دوسرے تمام لوگوں سے نمازِ جنازہ پڑھانے کا زیادہ حق دار ہے۔

یہی اصول فقہ جعفریہ کی دیگر مستند کتابوں میں بھی مرقوم ہے۔ اسی مسلّمہ اُصول کی بنا پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دونوں بازؤں سے پکڑ کر نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے آگے کیا تھا اور فرمایا تھا:

''ما کنت لا تقدم و انت خلیفة رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

میں کیسے آگے بڑھ سکتا ہوں، جبکہ خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہیں۔

(جاری ہے)